حصہ اول
بسم اللہ الرحمن الرحیم
عبارات اکابر کا
تحقیقی و تنقیدی جائزہ
مصنف
علامہ غلام نصیر الدین سیالوی
باہتمام
محمد نواز ہزاروی
مکتبہ غوثیہ
یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (اول)
مؤلف	غلام نصیر الدین سیالوی
باہتمام	محمد نواز ہزاروی
کمپوزنگ	غوثیہ کمپوزنگ سینٹر متصل مکتبہ غوثیہ کراچی
سن اشاعت	مئی 2007ء
تعداد	1100
صفحات	410
قیمت	

حصہ اول

باب اول

شاہ اسمعیل دہلوی کے حالات

باب دوم

بحث متعلقہ تحذیر الناس

باب سوم

رشید احمد گنگوہی پر شرعی حکم کی تفصیل

باب چہارم

درباہ خلیل احمد سہارنپوری

باب پنجم

اشرفعلی تھانوی پر شرعی حکم کی تحقیق

انتساب

فقیر اپنی اس ناچیز کوشش کو امام اہل سنت مجدد دین وملت عاشق مصطفی ﷺ

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی روحانی توجہ کی بدولت فقیر اس قابل ہوا کہ کچھ لکھ سکے

ورنہ مجھ میں یہ لیاقت کہاں تھی۔

اللہ تعالی میری اس کوشش کو اپنے مقبولان بارگاہ کے صدقے اپنی جناب

میں مقبول فرمائے۔

احقر الانام

غلام نصیر الدین سیالوی

سے ذلیل ہے سرفراز صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں ذلیل بمعنی کمزور ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لقد نصر کم الله ببدرٍ وانتم اذلة﴾ تحقیق اس اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم کمزور تھے۔ سرفراز صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح یہاں ذلیل بمعنی کمزور ہے **تقویة الایمان** میں بھی اسی معنی میں ہے حالانکہ حضرت کو معلوم ہونا چاہیے کہ اردو میں جب ذلیل کا لفظ بولا جائے تو اس سے کمزور والا معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ حقیر والا معنی مراد ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ سرفراز ذلیل ہے تو کیا آپ اس کی بات برداشت کریں گے؟ اور یہ تاویل کریں گے کہ چونکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں لہٰذا ممکن ہے کہ مجھے ذلیل کہنے والے نے اس وجہ سے کہا ہو کہ جب آدمی بوڑھا ہو جائے تو اس کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں اس لئے اگر اس نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو کوئی حرج نہیں اور قرآن مجید میں بھی لفظ ذلیل کمزور کے معنی میں آیا ہے لہٰذا یہاں بھی اسی معنی میں ہوگا۔ ویسے تو سرفراز صاحب لغت کی کتابوں کا بڑا مطالعہ رکھتے ہیں اور ان کے حوالہ جات دیتے رہتے ہیں تو کیا سرفراز صاحب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ نور اللغات اور امیر اللغات میں ذلیل کا کیا معنی لکھا ہوا ہے انہوں نے بھی لکھا ہے کہ ذلیل معنی خوار بہت حقیر پھر بقول سرفراز صاحب کے یہ ان کی بھی اخلاقی پستی ہوگی پھر یہ بھی دیکھیں اسماعیل چمار سے ذلیل کہہ رہا ہے اور جب کسی کی تحقیر مقصود ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو چمار ہے تو لفظ چمار اس پر قرینہ ہے کہ یہاں ذلیل بمعنی حقیر ہے اس جملے سے پہلے اسماعیل نے کہا کہ اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا تو یہاں اس نے لفظ ذلیل کو بڑے کے مقابلے میں استعمال کیا ہے۔ اور بڑے سے مراد وہ ہے جو رتبہ میں بڑا ہو تو پھر ذلیل سے مراد بھی وہی ہوگا جو رتبہ میں کم ہو کیونکہ یہ تقابل ہے بڑے اور ذلیل کے درمیان اور یہ تب صحیح ہوتا ہے جب متقابلین آپس میں ضد ہوں آپ کے مشہور اہل قلم حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص جناب عامر عثمانی اسی عبارت کے

بارے میں رقم طراز ہیں کہ میں نے دیکھا شاہ اسماعیل شہید نے **تقویة الایمان** میں فصل اول فی الاجتناب عن الاشراک کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے یہ عبارت ہمارے نزدیک سو فیصد صحیح ہے لیکن کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں کہ اولیاء کرام تو ایک طرف رہے تمام انبیاء رسل اور خاتم النبیین ﷺ بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیسا خطرناک انداز بیان ہے کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں ماہنامہ تجلی فروری مارچ 1957 صفحہ نمبر 171 اب سرفراز صاحب کے ہم مسلک عالم کی عبارت سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ الفاظ لرزا دینے والے ہیں اور انداز بیان خطرناک ہے ظاہر بات ہے کہ اگر اس عبارت سے گستاخی کا ایہام نہ ہوتا تو فاضل دیوبند ان الفاظ کو لرزا دینے والے اور انداز بیان کو خطرناک قرار نہ دیتے حسین احمد مدنی جو کہ آپکے استاد بھی ہیں رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے **شہاب ثاقب** میں کہہ چکے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور عالم ﷺ ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو اور **ارواح ثلاثہ** میں گنگوہی کا ارشاد اشرف علی تھانوی نے نقل کیا ہے کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا لہٰذا آپ کے لئے کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ یہ آپ مان جائیں **تقویة الایمان** کی عبارت کفریہ ہے نیز سرفراز صاحب فرمائیں کہ کوئی آدمی آپ کی شان میں ولد الحرام کا لفظ بولتا ہے تو آپ اس کے کلام میں تاویل کریں گے کہ چونکہ لفظ حرام کا معنی حرمت وعزت والا بھی قرآن میں مستعمل ہوا ہے ﴿کما قال الله تبارک و تعالیٰ من المسجد الحرام ومن یعظم حرمات الله فھو خیر﴾ لہٰذا کوئی حرج نہیں اور میرا کوئی شاگرد اور معتقد اس سے نہ الجھے

کلمات کے سب وشتم ہونے کا دارومدار عرف عام اور محاورات پر ہوتا ہے نہ کہ لغوی معانی پر

اللہ کے بندے کسی کلام کا وہی معنی کیا جاتا ہے جو عرف میں مشہور ہو دیکھیئے اصول کی کتابوں میں مسئلہ ہے کہ اگر کوئی بندہ قسم اٹھائے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تو اگر وہ مچھلی کا گوشت کھائے گا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ حالانکہ قرآن میں مچھلی کے گوشت کو ﴿ لحما طریا ﴾ کہا گیا ہے۔ لیکن چونکہ عرف میں اس کو گوشت نہیں کہا جاتا اس لئے وہ حانث نہیں ہوگا اسی طرح غور کیجئے کہ عرف میں جب کسی کو ذلیل کہا جائے تو جس کو کہا گیا ہے وہ بھی اور باقی سننے والے بھی اس سے حقارت والا مفہوم سمجھتے ہیں۔ مواہب الدنیہ میں فرمایا! ﴿من سبه او انتقصه و صفه بما يعد نقصا عرفا قتل بالاجماع ﴾ (جلد 5 صفحہ 315) یعنی جس نے آپ کو گالی دی یا آپ میں نقص ثابت کیا یعنی ایسے امور سے متصف ٹھہرایا جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو اس پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے خواہ اس نے سب وشتم کا ارادہ نہ بھی کیا ہو۔ لہٰذا جب دارومدار عرف پر ہے تو پھر اسماعیل کے ان الفاظ کے گستاخانہ ہونے میں کیا شبہ ہے۔ بالفرض محال اگر بقول مولوی سرفراز تسلیم کر لیا جائیکہ یہاں ذلیل بمعنی کمزور ہے تو پھر بھی گستاخی ہے کیونکہ پھر معنی یہ ہوگا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی کمزور ہے۔ کیا انبیاء واولیاء چمار سے بھی کمزور ہیں تو پھر کمزور والا معنی مراد ہو تو بھی عبارت گستاخانہ ہونے میں کوئی شک نہیں بتلایئے کہیں کوئی مفر ہے؟ نیز یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر دیوبندی مولوی بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے سرفراز صاحب کو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے راعنا کا لفظ بولنے سے منع فرمایا حالانکہ اس میں معنوی طور پر کوئی خرابی نہیں تھی۔ لیکن یہودی اس کو ﴿ راعینا ﴾ پڑھتے سلمان اگرچہ صحیح نیت سے کہتے

تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا بولنا حرام قرار دیا کیونکہ اس لفظ کو منافقوں نے گستاخی کا ذریعہ بنالیا تھا اگرچہ بذات خود وہ لفظ ٹھیک تھا یہ روایت تمام مفسرین نے نقل کی ہے اور نئے حکم کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں انظرنا کہا کرو کا یہی شان نزول بیان کیا ہے ممکن ہے سرفراز اس کی سند پر جرح شروع کردے کیونکہ اس روایت کی سند میں محمد بن مروان سدی صغیر ہے اور حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ وہ کذاب تھا۔

تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اس روایت کی تائید قرآن سے ہورہی ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه ويقولون سمعنا وعصينا واسمع غير مسمع وراعنا ليا بالسنتهم وطعنا في الدين بالسنتهم ولو انهم قالوا اسمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لكان خيرالهم و اقوم ﴾

(پارہ نمبر5 سورۃ النساء)

ترجمہ: محمود الحسن ''بعض لوگ پھیرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں سن نہ سنایا جائیو اور کہتے ہیں راعنا موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا ان کے حق میں اور درست'' لہٰذا جب اس شان نزول کی تائید قرآن حکیم سے ہوگئی تو اس میں سند کے لحاظ سے بحث کرنا فضول ہوگا۔ دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کے تفسیری فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی حضرت کی خدمت میں آتے تو یہود راعنا کہتے اس کے بھی دو معنی ہیں ایک اچھے اور ایک برے۔ جن کا بیان سورۃ بقرہ میں گزر چکا ہے اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کرو اور شفقت کی نظر کرو کہ تمہارا مطلب سمجھ لیں اور جو پوچھنا ہو پوچھ سکیں اور برے معنی یہ کہ یہودی کی زبان میں یہ کلمہ تحقیر کا ہے یا زبان کو دبا کر کہتے راعینا یعنی تو ہمارا چرواہا ہے اور یہ ان کی

محض شرارت تھی کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے بکریاں چرائیں (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 148)

اب علی تقدیر التسلیم اگر اردو محاورات میں ذلیل کے دو معنی بھی ہوں پھر بھی ان الفاظ کا استعمال کرنا حرام ہوگا کیونکہ بقول شبیر احمد عثمانی راعنا کے اچھے معنی بھی تھے اور برے بھی کیونکہ یہود کی زبان میں کلمہ تحقیر ہے پھر بھی اس لفظ کا بولنا حرام قرار دیا گیا اسماعیل کی عبارت میں تو یہ قطعاً حقیر کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اسی کتاب میں وہ کہتا ہے کہ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں ایک جگہ کہتا ہے کہ غیب کے معاملے میں نبی اور غیر نبی یکساں نادان اور بے خبر ہیں تو جو آدمی انبیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دے اور سب بڑوں اور چھوٹوں کو ناداں کا لقب دیتا ہو تو اس سے یہی توقع ہوسکتی ہے۔ جو پوری کتاب میں سخت لب ولہجہ اپنائے ہوئے ہو اور تنقیص انبیاء واولیاء پر کمر بستہ ہو تو اگر اس کی عبارت میں ذلیل کا لفظ آئے گا تو وہ خوار اور حقیر کے معنی میں ہی ہوگا دوسرے معنیٰ میں قطعاً نہیں ہوگا۔

اس کے الفاظ پر غور کریں وہ کہتا ہے اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے تو اگر یہاں ذلیل کمزور کے معنی میں ہو تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے کمزور ہے حالانکہ یہ مطلب مہمل ہے شان کے آگے کمزور ہونے کا کیا مطلب؟ پھر ذلیل کا لفظ ظاہراً بے ادبی ہے کیونکہ جس کسی کو یہ لفظ بولا جائے وہ سخت ناراض ہوتا ہے اور اسماعیل نے خود اس سے منع کیا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولا جائے اور اس سے معنی دوسرا مراد لیا جائے۔ اشرف علی نے امداد الفتاوی میں ایسے الفاظ کا بولنا اس زمانہ میں گستاخی قرار دیا ہے تو اگر ایسے الفاظ میں قباحت نہیں تھی تو آج کل بولنا گستاخی کیوں ہے۔ اسماعیل کو بھی اعتراف ہے کہ اس کتاب میں تشدد ہوگیا ہے اور تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں لہٰذا جب سرفراز صاحب کے اکابر بھی مانتے ہیں کہ الفاظ میں سختی ہے تو سرفراز صاحب کو بھی اعتراف کر لینا چاہیے اور ایسی بیہودہ اور

گستاخانہ عبارات کی وکالت سے باز آ کر توبہ کر کے سنی ہو جانا چاہیے مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آیت کا حوالہ دے کر ثابت کیا تھا کہ اللہ کے پیاروں کو ذلیل کہنا منافقوں کا کام اور وطیرہ ہے انہوں نے جو آیت پیش فرمائی وہ یہ ہے ﴿یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون﴾ (پارہ نمبر 28 سورۃ منافقون)

ترجمہ: کہتے ہیں البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور مومنین کا لیکن منافق نہیں جانتے۔

(ترجمہ محمود الحسن)

بعض نام نہاد سنی کہتے ہیں کہ گستاخیاں تو وہابیوں کے اکابرین نے کی ہیں تو ان کا کیا قصور ہے تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ انہیں لفظ یقولون پر غور کرنا چاہیے ذلیل کا لفظ تو عبد اللہ بن ابی نے بولا تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی نے یقولون کا لفظ استعمال فرمایا کیونکہ باقی منافق اس کی بات پر راضی تھے اسی طرح چونکہ آجکل کے وہابی اس بات پر راضی ہیں اس لئے ان کو بھی گستاخ کہا جاتا ہے۔

شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں کہتے ہیں یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزت تو اللہ کی ہے اس کے بعد اسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول علیہ السلام کی اور ایمان والوں کی روایات میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے وہ الفاظ (عزت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ کو پہنچے اور باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول کریم ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا آخر اقرار کرا کر چھوڑا تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 95 سرفراز صاحب نے آیت کا کوئی جواب نہیں دیا گویا

زبان حال سے اپنی عاجزی اور بے بسی کا اعتراف کرلیا اگر سرفراز کے اندر قوت ایمانی ہوتی جس طرح عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ میں تھی تو اسماعیل کے پہلے مرجانے کی وجہ سے قتل کی دھمکی نہ دیتے تو کم ازکم اس کی عبارت کو کفریہ تو سمجھتے ہی سہی۔ اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

لیکن ایمانداری کا صرف نام ہی نام ہے **نعوذ باللہ من خرافات الوھابیین** اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الاذلین۔** (پارہ 28 سورۃ مجادلۃ)

ترجمہ: محمود الحسن۔ ''جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ سب سے بیقدر لوگوں میں'' سرفراز صاحب ہمیں تو شرک کا شیدائی کہتے رہتے ہیں حالانکہ جن عقائد کی بنا پر کہتے ہیں اپنے مولویوں اور پیروں کے بارے میں وہی عقائد رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ انبیاء سے عداوت ہے اس لئے جو ان کے لئے یہ چیزیں تسلیم کرے جو یہ لوگ اپنے مولویوں کے بارے میں تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک مشرک ہے جو حضرات اس بارے ان کی متضاد پالیسی کا جائزہ لینا چاہیں وہ حضرت علامہ ارشد القادری کی معرکۃ الارا کتاب **زلزلہ** کا مطالعہ فرمائیں مصنف نے ان کو بیچ چوراہے میں ننگا کر دیا ہے۔ اور ان کی ناک کاٹ دی ہے کبھی اپنی عبارات پر آپ نے غور کیا کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزت میرے لئے ہے میرے حبیب کے لئے ہے اور میرے رسول کے غلاموں کے لئے ہے﴿ **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون** ﴾ اور جس رسول پاک کی پیروی کرنے پر اللہ تعالیٰ محبوب خدا بننے کی بشارت دے﴿ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** ﴾ اور جن کے غلاموں کے بارے میں فرمائے کہ تم میں سے جو زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے﴿ **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** ﴾ اور جن ہستیوں کے بارے میں فرمائے کہ وہ اللہ کے ہاں وجیہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿ **وکان عند**

اللہ وجیھا ﴾ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ﴿ **وجیھا فی الدنیا والآخرۃ** ﴾ نیز ارشاد باری تعالیٰ ﴿ **ولقد کرمنا بنی آدم** ﴾ ایسی ہستیوں کو چمار سے ذلیل قرار دینا اور اس کے باوجود (مومن) اور موحد ہونے کا دعویٰ کرنا کیا یہی ایمان ہے یہی آپ کی توحید ہے؟

ان ارشادات ربانیہ اور آیات قرآنیہ کی روشنی میں ایک ایمان و اسلام کے دعویدار شخص کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ انبیاء کرام رسل عظام اور اولیاء کرام بلکہ اہل تقویٰ اور اہل ایمان کو عنداللہ معزز و مکرم اور آبرومند سمجھے اور جن کو ان کی عزت اور آبرومندی اور کرامت و وجاہت معلوم و محسوس نہیں ہوتی ان کے منافق اور باطنی کافر ہونے کا عقیدہ رکھے **کما قال اللہ تعالیٰ** ﴿ **ولکن المنافقین لا یعلمون** ﴾

سرفراز صاحب نے آیت کریمہ ﴿ **لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ** ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے ذلیل بمعنی کمزور ہونے پر دلیل بنایا ہے تو شاہ اسمعیل کی عبارات میں کمزور والا معنی مراد ہونے کا بطلان واضح کیا جاچکا ہے لہذا یہ استدلال اس کی صفائی میں کارآمد نہیں لیکن فی نفسہ اس سے رسول گرامی ﷺ صحابہ کرام علیہ الرضوان کی کمزوری اور ناتوانی اور عاجزی اور بے بسی ثابت ہورہی ہے تو کیا ان مقدس ہستیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا درست ہے؟

تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ ان حضرات کی ایک ذاتی حیثیت ہے دوسری اللہ تعالیٰ کی عطاء و بخشش اور فضل و احسان والی ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو ذاتی حیثیت میں بے سروسامانی اور قلت تعداد اور دوسری طرف مکمل تیاری اور ساز و سامان کی فراوانی اور تین گنا سے بھی زیادہ افرادی قوت کو ملحوظ رکھے ہوئے ﴿ **وانتم اذلۃ** ﴾ فرمایا لیکن علمائے دیوبند کو پہلے حصہ یعنی ﴿ **لقد نصرکم اللہ** ﴾ پر اور اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اور فضل و احسان پر بھی نظر رکھنی چاہیے تھی اور بعطائے الٰہی ان کو قوی و توانا اور ارباب قدرت و قوت سمجھنا چاہیے تھا کیا ذاتی قدرت و طاقت اور ساز و سامان کا ہی اعتبار و اعتداد درست ہے اللہ تعالیٰ کی عطاء و بخشش اور اس

کے جود ونوال کا کوئی اعتبار نہیں ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی﴾ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ ضرور بالضرور غالب رہوں گا میں اور میرے رسول گرامی۔

فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد﴾

ترجمہ: بیشک ہم مدد کرتے رہتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اہل ایمان کی دنیوی زندگی میں اور قیامت کے دن بھی جبکہ گواہ گواہی کے لئے کھڑے ہوں گے۔

اعلان خداوند تعالیٰ ہے ﴿وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾ تم ہی غالب وقاہر اور سرفراز و سربلند ہو اگر مومن ہو تو اس لئے اہل ایمان نے کبھی اپنی قلت تعداد اور ساز وسامان کی قلت کو مدنظر نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ کی امداد واعانت اور اس کے فضل وکرم پر نظر رکھی اس لئے منافقین کہنے لگے تھے ﴿غر ھؤلاء دینھم﴾ ان لوگوں کو ان کے دین وایمان اور مسلک ومذہب نے مغرور بنا دیا ہے کہ وقت کی ہمالہ پیکر سلطنتوں اور ان کے عظیم جنود وعساکر کے ساتھ ٹکرا جانے سے ذرہ بھر ڈر اور خوف محسوس نہیں کرتے

شاید ان مولویوں کی نظریں اور نگاہیں ان منافقین سے بھی کمزور ترین ہیں کہ انہیں حضرات صحابہ میں مذہبی قوت اور ایمانی توانائی تو نظر آ گئی مگر ان کو کچھ بی نظر نہ آیا نعوذ باللہ من الضلالۃ والغوایۃ ان کو کون سمجھائے کہ حضرات انبیاء ورسل اور اولیاء واحباء اور مومنین کاملین حزب اللہ اور ان کی قدرت وقوت اور طاقت وتوانائی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات ہوا کرتی ہے اور اسی نے ان کے کامیاب وکامران اور غالب حکمران بنانے کا اعلان واجب الاذعان کر رکھا ہے ﴿اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون﴾ ﴿فان حزب اللہ ھم الغالبون﴾ لہذا ان مقدس ہستیوں کے حق میں وارد ان ارشادات کو نظر انداز

کرنے اور ان کی خداداد ظاہری وباطنی قدرتوں اور طاقتوں کے انکار کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔

سرفراز صاحب کو آیت کریمہ ﴿وانتم اذلۃ﴾ تو نظر آ گئی لیکن آیت کریمہ ﴿تعز من تشاء وتذل من تشاء﴾ نیز آیت کریمہ ﴿ترھقھم ذلۃ﴾ نیز ارشاد باری تعالیٰ ﴿ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ﴾ ان آیات بینات پر نظر نہیں پڑی اور غور نہیں کیا کہ ان آیات میں ذلت کا لفظ کن معنوں میں آیا ہے

جلد از جلد توبہ کریں اور بارگاہ رسالت میں گستاخی کرنے اور گستاخوں کی وکالت کرنے سے باز آئیں اور عذاب جہنم سے ابھی بچاؤ کا انتظام کریں ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

مولوی سرفراز کا اولیاء کا نام لے کر دھوکہ دینا

سرفراز صاحب اسماعیل کی عبارت کو توہین سے بچانے کے لئے ایک اور راستہ اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام

حاشیہ: جب اسمعیل دہلوی نے یہ کہا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے تو ظاہر بات ہے کہ اسمعیل دہلوی خود بھی مخلوق میں داخل ہے تو لازماً اس عبارت سے خود بھی چمار سے ذلیل ثابت ہو گیا اور قول باری تعالیٰ ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین﴾ کا مصداق ہونا اپنی عبارت سے ثابت ہو گیا ﴿کذالک العذاب والعذاب الآخرۃ اکبر﴾